AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 1

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title Ahde Nabwi ka Makki Nazaam e Taleem our us ki Asri Manwiyat

Author (s): Muhammad Yaqoob Ghondal
Dr. Muhamad Shahid

Received on: 02 November, 2020
Accepted on: 15 Ferbruary, 2021
Published on: 18 March, 2021
Citation: English Names of Authors, " Ahde Nabwi ka Makki Nazaam e Taleem our us ki Asri Manwiyat", AL-ILM 5 no 1 (2021): 1-20

Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

عہد مکی کا نبوی نظام تعلیم اور اس کی عصری معنویت

محمد یعقوب گوندل*

ڈاکٹر محمد شاہد**

Absract

The pursuit of education is the basic right of every man and woman equaly. Islam gave this examplary right to its believersfrom inception till completion. Because Islam eliminated the darkness of ignorance and spreaded the rays of education everywhereas secred duty. The Holy Prophet □ fulfilled this duty with the utmost diligence and responsibility by the command of Allah Almighty.He introduced a system of education, which benefited every person and guided every one to true path.This article sheds the light on the foundations of prophetic educational system in early Makkan-era.This system gives very clear instructions to guide the whole human beings by different ways. The Holy Prophet□ focused on spreading the education where it was possible. He went to tribes inside and outside of Makkah for their education. For this secred purpose, He □also approached those people who had come to annual main markets in Makkah during Haj season. Thus we see that the early Prophetic educational system contains salient features like spreading education everywhere, education for all human beings, men, women,believers and non believers.Today, the Muslim Ummah can overcome the contemporary educational challenges by adopting early prophetic educational principles and may restore the past status of educational institutions and make prominent progress in the world.

Key words: Educational System, Makkan-era, Ignorance, guidance, contemporary challenges.

تعارف

تعلیم انسان کی معراج ہے جو اسے حیوانیت سے ممتاز کرتی ہے۔ تاریکی سے نکال کر اجالے میں لے آتی ہے۔ انسان کو ایسی معرفت مہیا کرتی ہے جس سے وہ اپنے رب کو پہچاننے کے قابل بن جاتا ہے۔ تعلیم ہی کے سبب انسان سیدھے راستے پر گامزن ہو کر ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔ بس یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انسانوں کی رہنمائی کرنے اور انھیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے اپنے جن رسولوں کو بھیجا سب سے پہلے انھیں

---

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ حدیث وعلوم حدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ حدیث وعلوم حدیث، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

تعلیم دے کر بلند مقام پر فائز کیا۔ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی پیدائش پر فرشتوں کو تعلیم ہی کے ذریعے مسکت جواب دیا اور ان پر آپ علیہ السلام کی برتری عیاں فرمادی۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (1)

"اور آدمؑ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے پھر انہی چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: اگر تم [اپنی بات میں] سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتلاؤ"

یوسف علیہ السلام کی قدر و منزلت کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالی نے انھیں تعلیم و حکمت ہی عطا کی جس کے ذریعے وہ زمانے پر فائق ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (2)

"وہ جس وقت بھرپور جوان ہوئے تو ہم نے انہیں علم و حکمت سے نوازا"

تعلیم کی عظیم الشان نعمت جسے عطا کی جاتی ہے وہ بلند مقام حاصل کرتے ہوئے زمانے کا رہنما اور دنیا کا دانا بن جاتا ہے اور اسے خیر کا بڑا حصہ عطا ہو جاتا ہے۔ اس بات کی وضاحت میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (3)

"اور جسے حکمت دے دی جائے تو اسے بہت سی خیر نواز دی جاتی ہے"

یہی تعلیم ہے جس کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ موسی علیہ السلام نے ان سے ملاقات کی اور ان سے علم سیکھا۔ اس قصے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا (4)

"(موسی اور ان کے ساتھی) نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا، اور اپنے ہاں سے علم سکھایا تھا"

تعلیم کی اہمیت اس بات سے بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ تمام اولوالعزم پیغمبروں کو اللہ تعالی نے تعلیم دی اور انھیں اپنی قوموں کو سکھانے کے لئے ذمہ دار بنایا۔ یہاں تک کہ اپنے آخری رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلی وحی اتاری وہ تعلیم ہی سے متعلق ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے"

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (5)

"اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیں جس نے پیدا کیا ہے"

اللہ تعالی نے اس پہلی وحی کی پہلی آیت کا پہلا لفظ "اقراء" سے شروع فرما کر تعلیم کی اہمیت کو اجاگر فرما دیا۔ اور آپ ﷺ کو اپنے علم میں اضافے کے لئے دعا کرتے رہنے کا حکم فرمایا:

وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (6)

"اور آپ کہہ دیں: میرے پروردگار! مجھے مزید علم عطا فرما"

سرور دوعالم ﷺ نے اس تعلیم کو اللہ تعالی کی طرف سے بہت بڑی بھلائی سے تعبیر فرمایا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (7)

"جب اللہ تعالی کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے"

تعلیم ایسی دولت ہے جس کو رشک کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے کیونکہ اس کی بدولت انسان عقل مند بنتا ہے اور اس کے ذریعے اس کی سوچنے سمجھنے کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسروں کے لئے بھی فیصلے کرنے کے قابل بن جاتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالًا، فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا (8)

"رشک صرف دو قسم کے انسانوں پر کیا جا سکتا ہے: ایک وہ شخص جسے اللہ تعالی نے خوب مال سے نوازا اور اس نے اسے حق کے راستے میں خرچ کیا (دوسرا) وہ آدمی جسے اللہ تعالی نے حکمت و دانائی سے نوازا تو اس کے مطابق فیصلے کیے اور اسے دوسرے لوگوں کو سکھایا"۔

اسی تعلیم و تعلم کی اہمیت کے پیش نظر ہادی عالم ﷺ نے تعلیم حاصل کرنے اور اسے آگے پہنچانے والے شخص کے لئے تروتازگی، خوش حال زندگی، روشن چہرے اور شرح صدر کی دعا فرمائی:

نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ (9)

"اللہ تعالی ایسے شخص کے چہرے کو ہمیشہ تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی، اسے یاد رکھا اور اسے آگے پہنچایا، کیونکہ بہت سے شاگرد اپنے اساتذہ سے زیادہ ذہین ہوتے ہیں"

اور پھر تعلیم کی روشنی کو پوری دنیا میں خوب پھیلانے کا حکم دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً (10)

"میری طرف سے آگے پہنچاؤ، چاہے ایک بات ہی کیوں نہ ہو"۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ :

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم "کے عنوان پر ہر سیرت نگار ، محدث اور مؤرخ نے اپنے قلم کو جنبش دی ہے۔لیکن عہد مکی کے نبوی نظام تعلیم کو مربوط شکل میں خاص عنوان کے طور پر نہیں لکھا۔دوسری صدی ہجری میں محمد بن اسحاق (متوفی: 151ھ) نے اپنی کتاب" سیر ومغازی "میں مکی دور میں مختلف جگہوں پر آپ ﷺ کی طرف سے دی جانے والی تعلیم سے متعلق معلومات جمع کی ہیں۔عبد الملک بن ھشام(متوفی: 213ھ) نے "السیرۃ النبویہ" میں مکہ میں آپ ﷺ کی تعلیم دینے کے مختلف اسالیب ذکر کیے ہیں۔اسی طرح تیسری صدی ہجری کے محدثین محمد بن اسماعیل بخاریؒ، مسلم بن حجاج قشیریؒ اور دیگر صحاح ستہ کے مؤلفین نے تعلیم سے متعلق صحیح احادیث و واقعات کی ابواب بندی کی ہے۔اسی طرح متقدم مسلم مؤرخین کے بجائے متاخر مؤرخین نے بھی مکی عہد کے نبوی نظام تعلیم کے بارے میں روایات ذکر کی ہیں۔ان مؤرخین میں سے آٹھویں صدی ہجری میں محمد بن احمد ذہبی (متوفی: 748ھ) نے " تاریخ الإسلام" میں اور اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی: 774ھ) نے " البدایۃ والنھایۃ" میں ایسی روایات ذکر کی ہیں جن میں مکی نظام تعلیم سے متعلق معلومات ملتی ہیں۔ہر سیرت نگار اور محدث کے ہاں بالخصوص جبکہ ہر مؤخر مسلم مؤرخ کے ہاں بالعموم مکی عہد میں نظام تعلیم سے متعلق علمی مواد ملتا ہے۔یہ معلومات مختلف انداز میں موجود ہیں۔غلام عابد خان کی ایک تصنیف " عہد نبویؐ کا نظام تعلیم : ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ" جو عوامی کتب خانہ اردو بازار لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ایک آرٹیکل بعنوان" عہد نبوی اور اسکے بعد کے دور میں مسلمانوں کا نظام تعلیم " از بختیار حسین صدیقی جو 1979ء میں مجلہ فکر ونظر میں شائع ہوا ہے۔ایک آرٹیکل ڈاکٹر حمید اللہؒ نے بعنوان" عہد نبوی کا نظام تعلیم " جو مجلہ فکر ونظر میں 1978ء میں شائع ہوا ہے۔ان کتب ومقالہ جات میں عہد مکی سے متعلق مختصر معلومات ہیں اور زیادہ تر مدنی دور کو زیر بحث لایاگیا ہے۔ یہ بات اس موضوع پر تحقیق کی گنجائش پیدا کرتی ہے۔لہذا اس آرٹیکل میں دو جوانب کو بطور خاص پیش نظر رکھا گیا ہے۔پہلی جانب مکی عہد کے نبوی نظام تعلیم کو واضح کرتی ہے جبکہ دوسری جانب اس مکمل نظام کی عصری معنویت پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس مقالہ میں عہد مکی کے نظام تعلیم ، تعلیمی ادارے ، معلمین، بیرونی قبائل کی تعلیم، تعلیمی نصاب اور مکی نظام تعلیم کی عصری معنویت کو واضح کرنا ہے۔ مکی نظام تعلیم کو تین حصوں اندرون مکہ نظام

تعلیم ، بیرون مکہ نظام تعلیم اور مکی عہد میں نبوی نظام تعلیم کا نصاب ،میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

اندرون مکہ نظام تعلیم۔

نبی کریم ﷺ کی تریسٹھ (63) سالہ زندگی میں سے ترپن (53) سال مکہ میں گزرے۔ اور پھر اس عرصے میں نبوت کے تیرہ (13) سال شامل ہیں۔ ان سالوں میں اللہ تعالی جو آپ ﷺ کو تعلیم دیتا رہا، آپ ﷺ اسے مسلسل تندہی کے ساتھ پھیلاتے رہے۔ اس تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے آپ ﷺ نے جس نظام کو اپنایا اس کی تفصیل ذیل کی سطور میں دیکھی جاسکتی ہے۔

i. تعلیمی ادارے۔

عہد نبوی کے مکی دور میں کوئی باقاعدہ تعلیمی ادارہ نہیں تھا کہ جہاں بیٹھ کر مستقل بنیادوں پر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تعلیم دی ہو ، لیکن آپ ﷺ چلتے پھرتے ، اٹھتے بیٹھتے اور مختلف مجالس میں جا کر لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی بابرکات اس تعلیم کا منبع تھی جو اللہ تعالی نے عطا کی تھی۔ ہاں البتہ کچھ ایسی جگہیں ضرور تھیں کہ جن کے بارے میں تعلیمی درسگاہ ہونا مشہور تھا اور لوگ وہاں سے اللہ کا پیغام سنا کرتے تھے۔ ان تمام اہم جگہوں کے نگران اعلی خود نبی کریم ﷺ تھے۔ ان اہم تعلیمی اداروں میں سے چند یہ ہیں۔

- **دار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:**

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا گھر وہ پہلا مرکز تھا جہاں سے لوگ تعلیم کی روشنی حاصل کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا رکھی تھی۔ جہاں بیٹھ کر بلند آواز سے قرآن پڑھا کرتے تھے۔ یہ آواز سن کر کفار مکہ کے مرد و خواتین ، بچے بچیاں جمع ہو جاتے اور اس تعلیم سے اپنے سینے منور کرتے ہوئے اسلام کی طرف مائل ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس گھر میں صبح و شام تشریف لاتے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے اس عمل کے نتیجے میں بالآخر مجبوراً ہجرت کرنا پڑی، جب برک غماد مقام پر پہنچے تو قبیلہ قارہ کے رئیس ابن دغنہ انھیں پناہ دے کر واپس مکہ لایا ۔ اس پناہ میں آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اسی انداز میں لوگوں کو تعلیم دینا شروع کر دی[11]۔

اس تعلیمی ادارے کا کوئی باقاعدہ نظم و نسق تو موجود نہیں تھا، البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حالات کے مد نظر یہ مکہ کا سب سے پہلا وہ ادارہ تھا جہاں ہر عمر کے لوگ تعلیم کا کچھ نہ کچھ حصہ حاصل کرتے تھے۔

- **بیت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا۔**

فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا اور انکے شوہر سعید بن زید ؓ نے جب اسلام قبول کیا تو اپنے گھر کو ایک تعلیمی ادارے کی شکل دے دی اور تعلیم کا باقاعدہ آغاز کر دیا۔ خباب بن ارت ؓ، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس گھر میں آتے اور بطور خاص ان دونوں کو ایک صحیفہ سے قرآن کی تعلیم دیتے۔ یہاں تک کہ عمر ؓ کو جب اپنی بہن اور بہنوئی کے قبول اسلام کا علم ہوا تو انکی خبر لینے اسی گھر پہنچے۔ کچھ سختی کے بعد جب دل نرم ہوا تو اسی ادارے سے آپ ؓ بھی فیضیاب ہو کر اسلام کی طرف مائل ہوئے اور بالآخر دارارقم جا کر اسلام قبول کر لیا (12)۔

اس تعلیمی ادارے میں باقاعدہ ایک معلم، کچھ تلامذہ اور کتاب اللہ کے ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ ابن اسحاق نے اس گھر میں خباب بن ارت ؓ کے پاس ایک ایسے صحیفے کا ذکر کیا ہے جس میں سورہ 'طہ' اور سورہ 'التکویر' موجود تھیں۔ خباب ؓ ان دونوں (سعید بن زید اور فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہما) کے پاس یہی صحیفہ لاتے اور انھیں پڑھایا کرتے تھے (13)۔ بہر حال بیت فاطمہ ایک ایسا مرکز تھا جہاں رسول اللہ ﷺ نے سعید بن زید ؓ کے مطالبے پر خباب بن ارت ؓ کو معلم تعینات فرما کر تعلیم و تعلم کا باقاعدہ انتظام قائم فرمایا تھا۔

- **مدرسہ شعب ابی طالب۔**

شعب ابی طالب وہ گھاٹی ہے جہاں رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان کے ساتھ کفار مکہ کی طرف سے قطع تعلقی کے نتیجے میں تین سال تک محصور رہے۔ یہ صعوبت آپ ﷺ اور آپ کے خاندان نے دین حق کی سر بلندی اور اللہ کا پیغام اہل مکہ تک پہنچانے کی پاداش میں برداشت کی۔ ان نامساعد حالات میں بھی آپ ﷺ نے اپنے فریضہ منصبی کو مسلسل جاری رکھا۔ ان تین سالوں میں آپ ﷺ حج کے دنوں میں باہر نکلتے اور دور دراز سے آنے والے لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اور سال کے بقیہ ایام اسی گھاٹی میں رہ کر وہاں موجود لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس گھاٹی کو تین سال تک قائم رہنے والا ایسا تعلیمی ادارہ کہنا بالکل مناسب ہے جس میں سعد بن ابی وقاص ؓ سمیت کئی صحابہ کا تعلیم حاصل کرنا معلوم ہوتا ہے (14)۔

- **مدرسہ دارارقم۔**

یہ تعلیمی ادارہ دراصل ارقم بن ابی ارقم ؓ کا کوہ صفا پر واقع گھر تھا (15) جہاں رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ اس ادارے کے معلم خود نبی کریم ﷺ تھے اور قبول اسلام کی غرض سے آنے والے لوگوں کو اسلام کی تعلیم دیتے اور انکی تربیت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی اس مؤثر اور پر مغز تعلیم ہی کے نتیجے میں

صہیب رومی، عمار بن یاسر، معصب بن عمیر، عمر بن خطاب، عاقل بن ابی بکر، ایاس بن ابی بکر اور خالد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ کرام نے اسی ادارے میں اسلام قبول کیا اور مزید تعلیم حاصل کی [16]۔ اسی طرح ابتدائے اسلام کے کئی اہم فیصلے بھی اسی تعلیمی ادارے میں طے پائے۔ ان اہم فیصلوں میں مسلمانوں کی پہلی اور دوسری ہجرتِ حبشہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کفار مکہ کی مجلس میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کرنا شامل ہیں [17]۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے اس تعلیمی ادارے کا کردار نہ صرف تعلیم دینے کی حد تک محدود تھا بلکہ لوگوں کی تربیت کرنا اور ان کے معاملات سے متعلق اہم فیصلے کرنا بھی اس کے کردار میں شامل تھا۔ جو کہ ایک مکمل اور منظم نظام تعلیم کی نشاندہی کرتا ہے۔

ii. معلمین۔

مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام تعلیم کا ایک اہم حصہ مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیگر علاقوں اور اقوام کی طرف معلمین بنا کر بھیجنا تھا تاکہ ان کے ذریعے تعلیم کو عام کیا جاسکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تربیت یافتہ معلمین نے کئی مقامات پر جاکر لوگوں کو تعلیم دی اور انھیں زندگی کے اصل مقصد سے روشناس کرایا۔ ان معلمین میں سے ایک مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بیعت عقبہ اولی کے بعد اہل مدینہ کی طرف بھیجا گیا تاکہ انھیں اسلام کی تعلیم دیں۔ اس تعلیم کے نتیجے میں مدینہ کے کئی لوگ مسلمان ہوئے جن میں عباد بن بشیر، اسید بن حضیر، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم بطور خاص شامل ہیں [18]۔

اسی طرح بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھ عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو اہل مدینہ کی طرف تعلیم دینے کی غرض سے روانہ فرمایا [19]۔ پھر کچھ قبائل عرب رعل، ذکوان اور بنی لحیان کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم دینے کی غرض سے بھیجا لیکن انھوں نے دھوکے سے ان معلمین کو شہید کر دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت غم ہوا [20]۔ اسی طرح فتح مکہ کے بعد آٹھ (8ھ) ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کی طرف جاتے ہوئے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی تعلیم و تربیت کے لئے متعین فرمایا، اور غزوہ حنین سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مدینہ تشریف لائے لیکن معاذ رضی اللہ عنہ کو وہیں تعینات رکھا [21]۔

مکہ میں ان معلمین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس تعلیمی کردار سے نبوی نظام تعلیم کی خوبصورتی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جس میں تعلیم کا تعلق کسی ادارے کی چار دیواری کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ اس کا تعلق معاشرے کے تمام انسانوں کے ساتھ تھا۔

iii. معلمات۔

مکی تعلیمی میدان میں معلمین صحابہ کے شانہ بشانہ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بطور معلمہ تعلیمی فرائض سرانجام دیتی رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید کی پہلی وحی کا علم سب سے پہلے ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ کو ہوا اور آپ ہی نے خواتین میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ جب وحی تسلسل کے ساتھ نازل ہونا شروع ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ طور پر تعلیم کا آغاز فرمایا۔ اس دوران خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم حاصل کرتیں پھر اسے خفیہ طریقے سے اپنی خاص خاص رشتہ دار مستورات اور عزیز واقارب تک منتقل کرتیں۔ یہاں تک کہ اپنے گھر میں بھی خاص خواتین کو تعلیم دیتیں۔ آپ کی ان تعلیمی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں کئی خواتین نے اسلام قبول کیا، اور وقتاً فوقتاً کئی صحابہ نے بھی آپ سے تعلیم حاصل کی[22]۔ مکی عہد میں باضابطہ طور پر خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام ہی معلمات میں ملا ہے۔

1. بیرون مکہ نظام تعلیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کا سلسلہ نہ صرف مکہ کے اندر رہنے والے لوگوں تک محدود رکھا بلکہ اس کا دائرہ مکہ سے باہر، گردونواح میں رہنے والے لوگوں تک بھی پھیلایا۔ مکہ سے باہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ایک طرف قبائل کو تعلیم دی وہاں دوسری طرف موسم حج میں لگنے والے میلوں اور بازاروں میں بھی تعلیم کو خوب عام کیا۔ ذیل کی سطور میں چند قبائل اور معروف میلوں کا تذکرہ کیا جائے گا جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جا کر تعلیم دینے کا ذکر ملتا ہے۔

i. قبائل میں تعلیم۔

مکہ کے گردونواح آباد قبائل کو زندگی کا اصل مقصد سمجھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کو اہم ذریعہ اختیار فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ذریعے کا استعمال فرماتے ہوئے شبانہ روز ایسی محنت شاقہ کی کہ جس کے نتیجے میں ان قبائل میں تعلیم عام ہوئی اور ان کے قبول اسلام کی وجہ سے دین کو قوت ملی۔ اور یوں اسلام کی خوبصورت تعلیم کا چرچا ہر طرف سنائی دینے لگا۔ جن قبائل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیور تعلیم سے آراستہ فرمایا ان میں سے چند ایک کی تفصیل ذیل کی سطور میں دیکھی جاسکتی ہے۔

- **قبیلہ دوس میں تعلیم۔**

یہ مکہ سے باہر یمن میں رہائش پذیر ایک معروف قبیلہ تھا۔ اس قبیلے میں اسلامی تعلیم اسی کے ایک اہم فرد اور عظیم شاعر طفیل بن عمرو دوسی کے ذریعے پہنچی۔ جب یہ مکہ میں کسی کام کی غرض سے آئے تو کفار نے انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور رہنے کا مشورہ دیا۔ دل میں تجسس پیدا ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآن سنا۔

متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور واپس جا کر سب سے پہلے اپنے والد کو اس مقدس تعلیم سے روشناس کرایا پھر والدہ کو تعلیم دے کر اسلام کے راستے پر گامزن کیا۔ بعد میں اپنے ہی قبیلے کے لئے آپ ﷺ کی طرف سے باقاعدہ معلم تعینات ہوئے اور انھیں تعلیم دیتے رہے۔ بالآخر اس مؤثر تعلیم کے نتیجے میں ستر (70) یا (80) گھرانے مسلمان ہوئے[23]۔

- **قبیلہ بنو غفار میں تعلیم۔**

یہ بھی مکہ سے باہر رہائش پزیر مشہور زمانہ رہزن قبیلہ تھا۔ اس قبیلے کے چشم وچراغ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مکہ آئے اور حضور ﷺ سے ملاقات کے بعد مسلمان ہوئے اور تعلیم حاصل کی۔ پھر اپنے قبیلے میں واپس جا کر پہلے اپنے بھائی انیس کو، اور پھر اپنی والدہ کو تعلیم اسلام سے روشناس کرایا۔ بعد میں آپ ﷺ کی طرف سے باقاعدہ معلم مقرر ہو کر اپنے قبیلے کو تعلیم دیتے رہے۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں قبیلے کے کچھ لوگ ہجرت مدینہ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے[24]۔

- **قبیلہ ازد میں تعلیم۔**

بیرون مکہ رہائش پزیر اس قبیلے کا نام ازد شنوءہ تھا۔ ضماد ازدی اسی قبیلے کے فرد تھے۔ جو جھاڑ پھونک کا کام کیا کرتے تھے۔ مکہ آئے اور کفار مکہ کے کہنے پر آپ ﷺ پر بھی جھاڑ پھونک کرنے کا ارادہ کیا لیکن جب اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آشنا ہوئے تو اسے قبول کئے بغیر نہ رہ سکے۔ پھر واپس جا کر اپنے قبیلے والوں کو اس تعلیم سے آراستہ کیا۔ نتیجتاً اس قبیلے نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی[25]۔

- **قبیلہ بنو ثقیف میں تعلیم**

مکہ سے باہر قریبی، مقام طائف میں آباد قبیلہ بنو ثقیف میں جہالت کے خاتمے اور تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے بعثت کے دسویں سال نبی کریم ﷺ اس وقت تشریف لے گئے جب قریش مکہ نے نور تعلیم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ طائف مکہ سے مشرق کی جانب پچاس میل دور ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ اس جگہ پہنچ کر جب آپ ﷺ نے قبیلہ بنو ثقیف کے معززین عبد، مسعود اور حبیب تین بھائیوں کو مخاطب فرما کر تعلیم دینا شروع کی تو انھوں نے بدسلوکی کی انتہاء کر دی۔ بالآخر آپ ﷺ نے زخمی حالت میں انگوروں کے باغ میں پناہ لی جہاں ایک عداس نامی عیسائی غلام نے تعلیم حاصل کی اور اپنے سینے کو جہالت کی تاریکی سے پاک کرتے ہوئے نور اسلام سے منور کیا[26]۔

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انتہائی کٹھن حالات میں بھی تعلیم جیسے مقدس فریضے کو ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بطور معلم اس فریضے کو بنفس نفیس ادا فرمایا۔

ان قبائل کے علاوہ بیرون مکہ عرب کے معروف قبائل بنو ذہل بن شیبان، بنو عامر، محارب، فزارہ، غسان، مرہ، سلیم، عبس، بنو نصر، کندہ، کلب، عذرہ، حضارمہ وغیرہ میں بھی آپ ﷺ کا بذات خود بحیثیت معلم تعلیم دینا مکی نبوی نظام تعلیم کا ایک سنہری باب ہے[27]۔

ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے مکہ سے باہر بھی تعلیم کو خوب عام کیا اور جنھیں یہ تعلیم عام کرنے کا فریضہ سونپا ان کی مسلسل نگرانی بھی فرماتے رہے۔ اس تفصیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کے گردونواح میں کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جہاں آپ ﷺ کی تعلیم نہ پہنچی ہو۔

ii. میلوں میں تعلیم

حضور نبی کریم ﷺ شہر مکہ سے باہر جابجا لگنے والے میلوں میں تشریف لے جاتے اور وہاں موجود لوگوں کو تعلیم اسلام سے روشناس کراتے۔ عرب کے معروف میلوں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز میں آپ ﷺ کا جانا اور تعلیم عام کرنا ثابت ہے۔ یہ میلے دراصل بڑے بازاروں اور مارکیٹوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام ہر دو ادوار میں قائم رہے[28]۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان میلوں میں جا کر تجارت بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے آیت لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُم [29]۔ کی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا ہے كَانَتْ عُكَاظٌ، وَمَجَنَّةُ، وَذُو المَجَازِ، أَسْوَاقًا فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا كَانَ الإِسْلاَمُ، فَكَأَنَّهُمْ تَأَثَّمُوا فِيهِ، فَنَزَلَتْ فِي مَوَاسِمِ الحَجِّ " قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ [30]

" عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز زمانہ جاہلیت کے بازار تھے، اس لیے (اسلام کے بعد) زمانۂ حج میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو مذکورہ بالا آیت زمانہ حج میں نازل ہوئی اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے پڑھا "

- **میلہ عکاظ میں تعلیم**

یہ مکہ کا وہ معروف میلہ تھا جو اہل عرب کے قومی اور علمی دنگل کی حیثیت رکھتا تھا۔ صحرا میں سجنے والا یہ میلہ یکم ذیقعدہ سے بیس ذیقعدہ تک رہتا تھا۔ اسی بازار میں رسول اللہ ﷺ نے عرب کے عظیم خطیب قس بن ساعدہ کو دیکھا اور اس کا کچھ کلام بھی یاد کیا[31]۔ اس میلے میں کئی قبائل خرید و فروخت کی غرض سے آتے۔ ان میں قریش ، ھوازن، غطفان، عبد منات کے احابیش، عضل اور مصطلق قبقبل قابل ذکر ہیں[32] نبی کریم ﷺ اس میلے میں

تشریف لے جاتے اور ان قبائل کی منازل پر جا کر انھیں تعلیم دیا کرتے تھے جیسا کہ بیہقی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے:

مکث رسول اللّٰہ ﷺ عشر سنين يتتبّع الناس فى منازلهم بعكاظ ومجنه، ويقول: من يؤويني ؟ من ينصرني ؟ [33]

"اللہ کے رسول ﷺ عکاظ اور مجنہ میں دس سال تک لوگوں کو کہتے رہے کہ مجھے پناہ کون دے گا؟ اور میری مدد کون کرے گا؟"

اسی طرح تقی الدین مقریزی (متوفی: 845ھ) نے عباس رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:۔

"ایک دفعہ آپ ﷺ مجھے لیکر سوق عکاظ تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ نے یمن سے تعلق رکھنے والے عرب قبیلے "کندہ" کو تعلیم سے روشناس کرایا اور انھیں اللہ کے معبود ہونے، نماز قائم کرنے اور اللہ پر پختہ ایمان لانے کی تعلیم دی"[34]۔

بلاشبہ آپ ﷺ کا ان میلوں میں قبائل کے پاس جا کر پناہ اور مدد مانگنے سے ان قبائل کو اسلامی تعلیم کے حصول کی طرف متوجہ کرنا اور اس سے اپنے سینے منور کر کے اسلام میں داخل کرنا مقصود تھا۔

- **میلہ مجنہ میں تعلیم**

بیس ذیقعدہ سے یکم ذی الحجہ تک قائم رہنے والا "مجنہ" کے نام سے یہ میلہ بھی عرب میں بہت شہرت کا حامل تھا۔ مکہ سے مقام "مر الظہران" کی طرف عرفہ کے قریب واقع تھا[35]۔ حج کے موسم میں لگنے والے اس میلے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے جاتے اور لوگوں کو تعلیم دینے کی غرض سے پکار کر فرماتے کہ قریش نے مجھے اپنے رب کا کلام پہنچانے سے منع کر رکھا ہے۔ پھر مقام منیٰ میں انھیں مخاطب کر کے فرماتے:

يا أيها الناس إن الله يأمركم أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئا۔ [36]

"اے لوگو! بے شک اللہ تمھیں اپنی عبادت کرنے اور اپنے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیتا ہے"

- **میلہ ذوالمجاز میں تعلیم**

یکم ذی الحجہ سے آٹھ ذی الحجہ تک ذوالمجاز کا میلہ قائم رہتا تھا۔ یہ بھی عرب کے بڑے میلوں میں سے ایک تھا۔ عرفہ کے قریب مقام "کبکب" پر واقع تھا[37]۔ اس میلے میں بھی نبی کریم ﷺ کا لوگوں کو تعلیم دینا ثابت ہے جیسا کہ حاکم نے ربیعہ بن عباد دولی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

رأيت رسول الله ﷺ فى الجاهلية بسوق ذى المجاز وهو يقول: «يا أيها الناس، قولوا لا إله إلا الله تفلحوا» قال: يرددها مرارا والناس مجتمعون عليه يتبعونه [38]

"میں نے اپنے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو ذوالمجاز میلے (بازار) میں دیکھا۔ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ "اے لوگو! کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تو تم کامیاب ہو جاؤ گے"

نبی کریم ﷺ کا ان میلوں میں جا کر مختلف قبائل کو مخاطب کرنا اور انھیں اسلامی تعلیم کے حصول پر ابھارنا جہاں ایک طرف اہم فریضے کی ادائیگی کو ظاہر کرتا ہے وہیں دوسری طرف مسلمانوں کو نبوی نظام تعلیم کے اختیار کرنے پر ابھارتا ہے۔

2. مکی عہد میں نبوی نظام تعلیم کا نصاب

مکہ میں خفیہ اسلامی تعلیم دینے کا دور ہو یا ظاہری اور جہری تعلیم کا زمانہ ہو۔ اندرون مکہ تعلیم دینے کی محنت ہو یا بیرون مکہ تعلیم نشر کرنا مقصود ہو۔ قبائل میں جا کر انھیں تعلیم سے روشناس کروانا ہدف ہو یا میلوں میں جا کر دور دراز سے آنے والوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا مقصد ہو۔ ہر صورت میں قرآن مجید ہی اولین نصاب تھا۔ آپ ﷺ جہاں بھی تشریف لے جاتے وہاں بات کی وضاحت کے لئے قرآن مجید کی آیات تلاوت فرماتے تھے۔اس کے ساتھ اگر کوئی دوسری چیز تھی تو وہ آپ ﷺ کے ارشادات مبارک تھے۔ یہ ارشادات درحقیقت قرآن حکیم کی تشریح و تعبیر ہی ہوا کرتے تھے۔ قرآن حکیم کو بطور نصاب خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اختیار فرمایا اور معلمین صحابہ کو بھی یہ نصاب اختیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ کے ساتھ معلم بنا کر روانہ فرمایا تو یہ حکم دیا:

أن يقرأهم القرآن، ويعلّمهم الإسلام، ويفقّههم في الدين [39]

"ان کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں"

مکّی عہد میں اگر نزول قرآن کی تاریخ کو دیکھا جائے تو اس کی ترتیب سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتوں میں سے چھیاسی (۸۶) سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں جبکہ بقیہ اٹھائیس (۲۸) سورتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔ ان سورتوں کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیات میں سے پانچ ہزار پچانوے (5095) آیات مکی عہد میں نازل ہوئیں جبکہ پندرہ سو اکہتر (۱۵۷۱) آیات مدینہ میں نازل ہوئیں"[40]

اس تفصیل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قرآن حکیم کا تقریباً تین چوتھائی حصہ مکہ میں نازل ہوا اور صرف ایک چوتھائی حصہ مدینہ میں نازل ہوا۔ عہد مکی اسلام کا ابتدائی دور ہے۔ اس دور میں حالات و واقعات کی مناسبت سے قرآن مجید کا اکثر حصہ نازل ہوا۔ اس لئے اسے نصاب تعلیم کا باقاعدہ حصہ بنائے جانے کے علاوہ نہ کوئی چارہ تھا اور نہ ہی کوئی متبادل موجود تھا۔ اس نصاب کو خود آنحضور ﷺ نے انفرادی و اجتماعی تعلیم کے وقت اختیار فرمایا۔

سیرت نگار نجیب اکبر شاہ آبادی لکھتے ہیں:۔

"ایک دفعہ قریش نے باہمی مشاورت سے سردار عتبہ کو آنحضور ﷺ کے پاس بھیجا کہ وہ آپؐ کو اس دعوت سے باز آنے کیلئے کہے۔ عتبہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور دعوتِ اسلام سے باز آنے کے عوض کئی چیزوں کی پیشکش کی۔ آپ ﷺ نے عتبہ کی باتوں کو سنا اور جب عتبہ خاموش ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کے سامنے سورۃ "حٰم السجدہ" کی آیات تلاوت کیں۔ عتبہ پر ان آیاتِ قرآنی کا اتنا زبردست اثر ہوا کہ جب وہ قریش کے سرداروں کے پاس واپس پہنچا تو وہ کہنے لگے کہ ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ عتبہ بدلی ہوئی حالت سے واپس لوٹا ہے۔ اس کے بعد عتبہ نے قریش کے سرداروں سے کہا: "میری رائے یہ ہے کہ تم محمد ﷺ کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس معاملہ میں بالکل غیر جانبدار بن جاؤ"۔ اگر محمد ﷺ اس دعوت کے نتیجہ میں عرب پر غالب آگیا تو یہ آخر تمہاری ہی قوم کا فرد ہے اس لئے اس کی کامیابی تمہاری کامیابی شمار ہوگی۔ اور اگر وہ اس دعوت کی وجہ سے تباہ ہو گیا تب بھی تمہارا کوئی نقصان ہونے والا نہیں ہے۔ عتبہ کی یہ باتیں سن کر قریش کے سرداروں نے کہا: معلوم ہوتا ہے محمد ﷺ نے تم پر بھی جادو کر دیا۔ عتبہ نے کہا: "تمہارے جو جی میں آئے کرو، میں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا"[41]

اس واقعہ سے قرآن مجید کا تعلیمی نصاب ہونے کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے جسے آپ ﷺ نے قریش کے سرداروں کو تعلیم دیتے ہوئے اپنایا۔

اسی طرح جب مکہ میں مسلمان قریش کے مظالم سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تو تقریباً بیاسی (82) افراد کی قیادت کرنے والے جلیل القدر صحابی رسول ﷺ جعفرؓ نے نصاب تعلیم قرآن مجید کے حصے سورۂ مریم کی تلاوت کی۔

اس ضمن میں معروف سیرت نگار محمد بن اسحاق (متوفی: 151ھ) نے لکھا ہے:۔

"ان آیات کو سن کر نجاشی اور تمام درباریوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، نجاشی نے کہا: اس کلام میں وہی رنگ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات میں ہے۔ اس کے بعد نجاشی نے قریش کے سفیروں سے کہا: کہ میں ان لوگوں کو کبھی بھی تمہارے حوالہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ قریش کے یہ دونوں سفیر ناکام و نامراد مکہ واپس آگئے"[42]

اسی طرح جو شخص یا قبیلہ مکہ میں آتا یا مکہ میں کہیں بھی اس سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوتی تو آپ ﷺ اسے قرآن کی تعلیم دیتے۔

عبد الملک بن ھشام (متوفی: 213ھ) مکہ میں ایک شخص کے اپنے قبیلے کے ہمراہ آنے اور نبی مکرم ﷺ سے نصاب تعلیم قرآن مجید کا کچھ حصہ سننے کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"نبوت کے گیارہویں سال مدینہ کا ایک شخص انس بن رافع اپنی قوم بنو عبد الاشہل کے چند لوگوں کو ہمراہ لے کر مکہ آیا تا کہ قریش مکہ سے قبیلہ خزرج کے مقابلہ میں معاہدہ کرے۔ اس وفد کی خبر سن کر نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جس میں تم سب کی بھلائی ہے۔ اگر تم چاہو تو پیش کروں؟ انھوں نے کہا: پیش کریں آپ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں کی ہدایت ورہبری کیلئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتاب نازل کی ہے، پھر آپؐ نے انھیں قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا، اس وفد میں ایک نوجوان ایاس بن معاذ تھا۔ اس نے جب آنحضرتؐ سے قرآن سنا تو بے تابانہ کہا کہ: اے میرے ساتھیو! تم جس مقصد سے مدینہ سے آئے ہو یہ چیز اس سے بہتر ہے اسے قبول کرلو، لیکن اس کے ساتھیوں نے اسے خاموش کر دیا۔ پھر یہ وفد مدینہ واپس چلا گیا اور چند روز کے بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا، انتقال سے پہلے اس نے اپنے ایمان کا اظہار کر دیا تھا"(43)

الغرض پورے مکی عہد پر گہری نظر ڈالنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لوگوں کی تعلیم کے لئے قرآن مجید کو ہی نصاب متعین کیا گیا تھا۔ کیونکہ مشرکین مکہ کی مخالفت اور دوسرے لوگوں کو اس سے روکنے کی کوششیں اس بات کی واضح دلیل ہیں۔ مکی دور کے نظام تعلیم میں قرآن مجید کے باقاعدہ نصاب ہونے کا اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ (44)

"اور کافر لوگ کہتے ہیں اس قرآن کو مت سنو اور اس کے پڑھنے کے وقت شور مچاؤ تا کہ تم غالب رہو"

اس تمام تر تفصیل سے مکی نبوی نظام تعلیم میں قرآن مجید کے باقاعدہ نصاب تعلیم ہونے علم ہوتا ہے اور مشرکینِ مکہ کے اس یقین کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر اسلام کے نصاب تعلیم قرآن سے لوگوں کو دور ہٹا دیا جائے تو کفر کو غالب اور اسلام کو مغلوب کر کے اسلامی نظام تعلیم کو مکمل طور پر مفلوج کیا جا سکتا ہے۔

3. عصری معنویت۔

دور حاضر میں مسلمانوں کے نظام تعلیم کو نبوی نظام تعلیم اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ امت مسلمہ کے لئے اس وقت سب سے بڑا چیلنج نظام تعلیم میں سخت ناہمواری اور عدم یکسانیت کا ہونا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مدارس اسلامیہ میں نظام تعلیم ایک خاص منہج پر استوار ہے۔ جبکہ سرکاری اداروں کا

نظام تعلیم بالکل ایک مختلف شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔ مدارس کے نظام تعلیم سے فراغت پانے والوں کی اکثریت عصری تقاضوں سے تساہل کا شکار جبکہ عصری تعلیم سے فراغت پانے والوں کی اکثریت دینی تقاضوں سے نابلد نظر آتی ہے۔ دونوں نظام ہائے تعلیم میں ایک خلیج حائل ہے۔ اسلام کے مکمل ضابطہ حیات کو مد نظر رکھتے ہوئے امت مسلمہ کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ہر سطح کے تعلیمی اداروں میں منہج نبوی کے مطابق یکساں نظام تعلیم کو رائج کریں تاکہ اس حائل خلیج کو پاٹ کر سمت کا بآسانی تعین کیا جاسکے۔ یہ عظیم مقصد عہد مکہ کے نبوی نظام تعلیم سے استفادہ کی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مکہ میں ابتدائی طور پر جس نظام کی مضبوط بنیاد رکھی، اس نے اہل ایمان میں جراءت، ہمت جیسے خصائل پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ قلبی یکسانیت بھی پیدا کی۔ یہی وجہ تھی کہ قرون اولی کے مسلمانوں نے ترقی کی منازل طے کیں اور دیگر تمام اقوام میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام حاصل کرنے میں کامیابیاں سمیٹیں۔ مکی عہد میں نبوی نظام تعلیم کی اشاعت میں جہاں ایک طرف مردوں نے نمایاں کردار ادا کیا، وہاں دوسری طرف خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جیسا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

نبی کریم ﷺ کے وضع کردہ مکی نظام تعلیم میں ہمیں یکسانیت نظر آتی ہے جبکہ آج کے نظام تعلیم میں اس کا فقدان دکھائی دیتا ہے۔ مکی نظام تعلیم میں معلمین کے اندر بے لوث خدمت کا جذبہ نظر آتا ہے جبکہ آج کے نظام تعلیم سے وابستہ معلمین میں اخلاص کی کمی، اصل تعلیمی مقاصد سے دوری جیسے امراض دکھائی دیتے ہیں۔ مکی نظام تعلیم میں معلم اول محمد مصطفی ﷺ کا عوامی جگہوں، تجارتی منڈیوں اور میلوں کو بھی تعلیمی مراکز بنانا اور ان جگہوں پر جاکر تعلیم عام کرنا نظر آتا ہے جبکہ معاصر معلمین تعلیمی اداروں کی چار دیواری تک محدود نظر آتے ہیں۔ مکی نظام تعلیم میں امیر و غریب کے لئے حصول تعلیم کے میدان میں عمومیت نظر آتی ہے لیکن معاصر نظام تعلیم میں، تعلیم صرف امراء کی حد تک خاص دکھائی دیتی ہے اور غریب اس سے یکسر محروم نظر آتا ہے۔ مکی نظام تعلیم کی خصوصیات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آج کا نظام تعلیم عہد مکی کے نبوی نظام تعلیم کے مطابق ڈھلنے کے لئے تشنہ ہے۔ اگر معاصر تعلیمی ادارے مکی نظام کو اپناتے ہیں تو بلا تفریق ہر خاص و عام تعلیم سے مستفید ہو سکتا ہے۔ اور آج کا مسلمان دوبارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے اور اپنے تعلیمی اداروں میں خاطر خواہ بہتری لا سکتا ہے۔ اور اسی طرح مسلم خواتین بھی عہد مکی کے نظام تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم بھی حاصل کر سکتی ہیں اور بطور معلمات تعینات ہو سکتی ہیں۔

4. نتائج۔

اللہ تعالی نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے جتنے اولو العزم پیغمبر بھیجے ان سب کو بذریعہ وحی تعلیم کا ایک خاص حصہ عطا فرمایا۔ اس حصے کی مضبوط اساس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے رسولوں نے اسے اپنی اپنی قوم تک منتقل کیا ۔ جب یہ تعلیم ان لوگوں تک منتقل ہوئی تو وہ تاریکیوں سے نکل کر اجالوں میں آگئے۔ اللہ کے آخری رسول محمد مصطفی ﷺ نے بھی قرآن کی صورت میں اللہ تعالی سے تعلیم حاصل کی اور اسے لوگوں تک منتقل فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس تعلیم کو منتقل کرنے کے لئے ایک ایسا نظام اختیار فرمایا۔ جس کے تحت جہاں ادارے قائم کرنا ممکن ہوا وہاں ادارے قائم کئے، جہاں خود بطور معلم فریضہ تعلیم ادا کرنا مقصود تھا وہاں خود بنفس نفیس اسے بخوبی ادا کیا۔ جہاں اپنے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بحثیت معلم بھیجنا ضروری سمجھا وہاں انھیں بھیجا۔ صحابہ کے ساتھ ساتھ ام المؤمنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کو بھی معلمہ کے فرائض سونپے۔ جو امت مسلمہ کی خواتین کا معلمات کے طور پر تعلیمی فرائض سرانجام دینے کی ایک قوی دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے نبوت کے تیئس (23) سال میں سے تیرہ (13) سال پر مشتمل مکی عہد میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے بے پناہ محنت کی۔ آپ ﷺ نے کوئی گھاٹی، جگہ، قبیلہ، میلہ اور کوئی ایسا بازار نہیں چھوڑا جہاں تعلیم کو نہ پھیلایا ہو۔ آپ ﷺ نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے صحابہ و صحابیات کی ذمہ داریاں لگائیں۔ اور ان ذمہ داروں کی نہ صرف نگرانی فرمائی بلکہ مسلسل ان کی تربیت کا بھی بھرپور خیال رکھا۔ اس تعلیمی کام کو احسن طریقے سے سرانجام دینے کے لئے قرآن مجید کو اپنا نصاب متعین فرمایا، کیونکہ قرآن مجید اللہ کی وہ عظیم الشان کتاب ہے جو دنیاوی زندگی کے تمام معاملات اور ترقی کے تمام پہلوؤں میں مکمل رہنمائی کرتی ہے۔ اس لئے اگر آج کا مسلمان اپنے تعلیمی اداروں میں عہدی نبوی کا وہ بنیادی نظام تعلیم نافذ کرلے تو ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ اور اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکتا ہے۔

5. تجاویز و سفارشات۔

نبی کریم ﷺ کے مکی نظام تعلیم سے بھرپور استفادہ کرنے کے لئے نیچے دی گئی تجاویز و سفارشات کو بروئے کار لا کر معاصر تعلیمی اداروں کا نظام بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

1. ۔ معاصر تعلیمی اداروں میں اسلامی تعلیم کو نصاب تعلیم کا لازمی حصہ بنا کر اسے اتنا عام کیا جائے تاکہ ہر خاص و عام، مرد و خواتین یکساں مستفید ہو سکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے جدید ذرائع کا بھرپور استعمال کیا جائے جیسا کہ عہد مکی میں اس وقت کے تمام ذرائع کو بروئے کار لایا گیا تھا۔

2. معلمین اور معلمات کی تعیناتی میں ان کا دائرہ کار متعین کرتے ہوئے ان کی قابلیت اور قلبی لگاؤ کو پیش نظر رکھا جائے۔ جیسا کہ ان دونوں مقاصد کو نبی ﷺ نے اپنے نظام تعلیم میں اپنے سامنے رکھا۔

3. اداروں میں زیر تعلیم طلبہ کو اپنے تعلیمی اداروں کے گرد و نواح میں موجود علاقوں میں نشر تعلیم کے منصوبے (projects) دے کر بھیجا جائے تاکہ تعلیمی اداروں کا اصل مقصد حاصل ہو سکے۔ جیسا کہ مکی نظام تعلیم میں معلمین کو قرب وجور کے قبائل کی طرف بھیجا گیا۔

4. دوران تعلیم اصل مقصد تربیت کو لازماً پیش نظر رکھا جائے۔ تاکہ معاشرتی اصلاح کے لئے افراد کار مہیا ہو سکیں۔

5. تعلیمی اداروں کے ہر سطح کے اساتذہ کے لئے وقفے وقفے سے ٹریننگ ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے تاکہ ان کا علم تازہ رہے۔ جیسا کہ عہد مکی میں معلمین آپ ﷺ کی نگرانی میں رہتے، مزید علم حاصل کرتے اور رہنمائی لیتے تھے۔

6. تعلیمی اداروں میں باقاعدہ رہنمائے روزگار یونٹس قائم کیے جائیں جو فراغت پانے والے طلبہ کو روزگار کے بآسانی حصول کی رہنمائی کا بنیادی اور اہم فریضہ سرانجام دیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنی رہنمائی میں معلمین کو مختلف جگہوں پر تعینات فرمایا۔

ان تجاویز پر عمل کر کے آج ہم اپنے تعلیمی اداروں کی عظمت رفتہ کو بحال کر سکتے ہیں۔ ان کی گم شدہ قدر و منزلت کو واپس لا سکتے ہیں اور دوبارہ سے انھیں ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں۔

References

[1]-البقرہ۔2: 31

Al.Baqrah, 2:31.

[2]-یوسف۔12: 22

Yousaf,12:22.

[3]-البقرہ۔2:269

Al Baqrah,2:269

.

[4]-الکھف۔18: 65

Al.Kahaf, 18:65.

[5]-العلق۔1: 96

Al Alaq, 96:1.

[6]-طہ20: 114

Taaha, 20:114.

[7]-بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**،(دار النجات، النجات1422ھ)، حدیث نمبر 71۔

Bukhari, , Muhammad ibn Isma'il, *Al-Jami 'al-Sahih*, (Dar al-Najat al-Najat, 1422 H), Hadith No-71

[8]- قشیری، مسلم بن حجاج(متوفی:261ھ)، **صحیح مسلم**، ناشر: دار إحياء التراث العربي- بیروت، حدیث:816۔

Al-Qushayri, Muslim Ibn Al-Hajjaj, *SahihMuslim* (Dar Al-Ahya Al-Tarath Al-Arabi – Beirut) Hadith No .816

[9]- ترمذی، محمد بن عیسی(متوفی:279ھ)، **سنن ترمذی**، الناشر: دار الغرب الإسلامي- بیروت، سنة النشر:1998م، حدیث:2658۔

Tirmidhi, Muhammad ibn Isa (. 279 AH), *Sunan al-Tirmidhi*, Publisher: Dar al-Gharb al-Islami - Beirut, Sunan publisher: 1998,) Hadith no : 2658

[10]- بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، حدیث:3461۔

Bukhari, , Muhammad ibn Isma'il(256 AH), *Al-Jami 'al-Sahih*, , Hadith No:3461

[11]-ایضا۔ حدیث نبر 2298

Ibid, Hadith No :2298

[12]- ابن ھشام، عبد الملک بن ھشام(متوفی:213ھ)، **السیرة النبویہ**، ناشر: مصطفی بابی حلبی، 1955م۔ ج 1، ص 345۔

Ibn Hisham, Abdul Malik ibn Hisham (213 AH), *Al-Sirat al-Nabawiyyah*, Publisher: Mustafa Babi Halabi, 1/345.

13- مطلبی، محمد بن إسحاق(متوفی:151ھ)، **کتاب سیر ومغازی**، ناشر: دار الفکر- بیروت، 1978م۔ ج 1، ص182۔

Mutlabi, Muhammad ibn Ishaq (151 AH), *Kitab Al SayyarWalMaghazi*, (Publisher: Dar al-Fikr - Beirut, 1978), 1/ 182.

[14]- سہیلی، عبد الرحمن بن عبد اللہ(متوفی:581ھ)، **الروض الأنف**، ناشر: دار إحیاء تراث عربی، بیروت، 2000م۔ ج 3، ص215۔، واصبھانی، احمد بن عبد اللہ، حلیة الأولیاء، ناشر: السعادة مصر، 1974م، بیروت۔ ج 1، ص92۔

Suhaili, Abdul Rahman bin Abdullah (581 AH), *Al-Rawd Al-Anf*, (Publisher: Dar Al-Ahyaa Heritage Arabic, Beirut, 2000), Volume 3, Page 215, .And Isbahani, Ahmad bin Abdullah, Hiliyat al-Awliya, (Publisher: Al-Saadat Egypt, 1974), Beirut, 1/92.

[15]- حاکم، محمد بن عبد اللہ، **المستدرک علی الصحیحین**، تذکرہ ارقم بن ابی ارقم۔ ج 3، ص574، حدیث:6129۔

Hakim, Muhammad ibn Abdullah, *Al-Mustadrik ala al-Sahihin*, TazkiraArqam ibn Abi Arqam, 3/ 574, Hadith: 6129.

16۔ ابن سعد، 'الطبقات الکبریٰ'، تذکرہ ارقمؓ بن ابی الارقم، ناشر: دار صادر، بیروت، 1985م۔ ج 3، ص 243۔

Ibn Sa'd, 'Al-Tabqat al-Kubra', *TazkiraArqamat ibn Abi al-Arqam*, (Publisher: Darsadir, Beirut, 1985), 3/ 243.

17۔ابن ہشام، عبد الملک بن ھشام (متوفی: 213ھ)، السیرۃ النبویہ، ذکر الہجرۃ الاولی الی ارض الحبشۃ، ومن جہر بالقرآن، ج 1، ص 351۔358۔

Ibn Hisham, Abd al-Malik ibn Hisham (d. 213 AH), *Al-Sirat al-Nabawiyyah*, Zikr al-Hujrat al-Awlaila -Ard al-Habthasah, Wa man jaharabil Quran, 1/351-358.

18۔ بیہقی، احمد بن حسین، دلائل النبوۃ، ناشر: دار الکتب العلمیۃ۔بیروت الطبعۃ: الأولی۔ 1405ھ۔ ج 2، ص 432۔

Bayhaqi, Ahmad Ibn Hussein, *Evidences of Prophethood*, (Publisher: Dar Al-Kitab Al-Alamiya - Beirut Printed: Al-Awli - 1405 AH), 2/ 432.

19۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، حدیث: 3925۔

Bukhari, , Muhammad ibn Isma'il(256 AH), *Al-Jami 'al-Sahih*,Hadith No: 3925

20۔ ایضاً۔ حدیث: 3064۔

Bukhari, , Muhammad ibn Isma'il(256 AH), *Al-Jami 'al-Sahih*,Hadith No:3064

21۔ حاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 5181۔

Hakim, Muhammad bin Abdullah, *Al-Mustadrik Ala Al-Sahihin*, Hadith: 5181.

22۔ فاروق، محمد ادریس، سیرت خدیجہ، ناشر: دارالسلام، ص 85۔100۔

Farooq, Mohammad Idrees, *Sira Khadija Al Kubra*, (Publisher: Darul Salam,2001), 85-100.

23۔ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ۔ ج 4، ص 185۔

Ibn Sa'd, Muhammad ibn Sa'd, *Al-Tabqat al-Kubra*, 4/185.

24۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، حدیث: 3516۔ وطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الأوسط، ناشر: دار الحرمین۔ قاہرہ۔ ج 1، ص 23، حدیث: 60۔

Bukhari, Muhammad ibn Ismail (256 AH), *Al-Jami 'al-Sahih*, Hadith No: 3516.andTabrani, Sulaiman bin Ahmad, Al-Mujam Al-Awsat, (Publisher: Dar Al-Harmain - Cairo,) , 23, Hadith: 60.

25۔ قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث: 868۔ ومودودی، سید ابوالاعلی، سیرت سرور عالم، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، 1980ء۔ ج 2، ص 535۔536۔

Qushairi, Muslim ibn Hajjaj (261 AH), *Sahih Muslim*, Hadith: 868. And Maududi, Syed Abul-Ala, SiratSarwarAlam, (Maktabah: Markazi Islamic School, Delhi, 1980), 2/ 536.

26۔ ابن ہشام، عبد الملک بن ھشام (متوفی: 213ھ)، السیرۃ النبویہ۔ ج 1، ص 419۔

Ibn Hisham, Abd al-Malik ibn Hisham(213 AH), *Al-Sirat al-Nabawiyyah*, 1/419.

27۔زرقانی، محمد بن عبد الباقی (متوفی: 1122ھ)، شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الأولی 1417ھ۔1996م۔ ج 2، ص 73۔

Muhammad ibn Abd al-Baqi (1122 AH), Sharh al-Zarqani ala Mawahib al Daniyyabil mina hilMuhammadiyah, (Publisher: Dar Al-Kitab Al-Alamiya,)2/ 73.

28۔ عینی، محمود بن أحمد بدر الدین (متوفی: 855ھ)، عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري، الناشر: دار إحیاء التراث العربي۔بیروت، دون الطبع۔ ج 10، ص 103۔

Aini, Mahmoud bin Ahmad, Badruddin(855 AH), Umdah al-QariSharhSahih Al-Bukhari, (Publisher: Dar Ihyaa Al-Tarath Al-Arabi - Beirut, Doon Al-Tabba,)10/103.

28۔ ایضاً۔ 10/103۔

Ibid, 10/103

29۔ البقرۃ، 2: 198۔

Al.Baqrah, 2: 198.

30- بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، حدیث نمبر2050۔

Bukhari, Muhammad ibn Ismail (256AH), *Al-Jami 'al-Sahih*, Hadith No: 2050.

31- عینی، محمود بن أحمد بدر الدین(متوفی:855ھ)، **عمدة القاري شرح صحيح البخاري**۔ ج 10، ص 103۔

Aini, Mahmud ibn Ahmad Badruddin(855 AH), 10/ 103.

32- مقریزی، احمد بن علی، تقي الدين (متوفی:845ھ)، **إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع**، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت ،الطبعة:الأولى،1420ھ- 1999م۔ ج 8، ص310۔

Maqrizi, Ahmad ibn Ali, Taqi al-Din (845 AH), Imtaulismaa, (Berut: Dar ul Kutub ul Ilmiya), 8/ 310.

33- طبری، احمد بن عبد اللہ (متوفی:694ھ)، **خلاصة سير سيد البشر**، الناشر: مكتبة نزار مصطفى الباز - مكة المكرمة – السعودية، الطبعة: الأولى، 1418ھ - 1997م۔ ج 1، ص45۔

Tabari, Ahmad bin Abdullah (694 AH), SayarSayyid al-Bashar، (Publisher: Library Nazar Mustafa Al-Baz - Makkah Al-Mukarramah - Saudi Arabia, 1418 AH), 1/45.

34- مقریزی، احمد بن علی، تقي الدين(متوفی:845ھ)، **إمتاع الأسماع**۔ ج 8، ص 313۔

Maqrizi, Ahmad ibn Ali, Taqi al-Din (845 AH) Imtaulismaa 8/313.

35- عینی، محمود بن أحمد بدر الدین(متوفی:855ھ)، **عمدة القاري شرح صحيح البخاري**۔ ج 10، ص103۔

Aini, Mahmoud bin Ahmad Badruddin(855 AH), Umdah al-QariSharhSahih Al-Bukhari, 10/303.

36- برهان الدين، علي بن ابراہیم (متوفی:1044ھ)، **السيرة الحلبية** = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الثانية – 1427ھ۔ ج 2، ص3۔

Burhanuddin, Ali Ibn Ibrahim (1044 AH), *Al-Sirah Al-Halabiyyah*, (Publisher: Dar Al-Kitab Al-Alamiyah - Beirut, Second Edition: 1427 AH), 2/3.

37- سھیلی، عبد الرحمن بن عبد اللہ (متوفی:581ھ)، **الروض الأنف**۔ ج 4، ص13۔

Suhaili, Abdul Rahman bin Abdullah (581 AH), *Al-Rawd Al-Anf*, 4/13.

38- حاکم، محمد بن عبد اللہ (متوفی:405ھ)، **المستدرک علی الصحیحین**۔ ج 1، ص 61، حدیث نمبر39۔

Hakim, Muhammad ibn Abdullah (405 AH), *Al-Mustadrikala al-Sahihin*, 1/39.

39- ابن ہشام، عبد الملک بن ھشام (متوفی:213ھ)، **السيرة النبويہ** ۔ ج1، ص434۔

Ibn Hisham, Abd al-Malik ibn Hisham(213 AH), *Al-Sirat al-Nabawiyyah*, 1/ 434.

40- زرکشی، محمد بن عبد اللہ بن بھادر (متوفی:794ھ)، **البرهان في علوم القرآن**، ناشر: دار إحياء الكتب العربية، الطبعة: الأولى، 1376ھ - 1957م۔ ج 1، ج 187۔

Zarkashi, Muhammad ibn Abdullah ibn Bahadur (794 AH), *Al-Burhan fi Uloom al-Quran*, (Publisher: Dar-e-Ahyaa Al-Kitab al-Arabiya, Printed: First, 1376 AH).1/187.

41- آبادی، اکبر شاہ خان نجیب آبادی، **تاریخ اسلام**، ناشر: مکتبہ خلیل، یوسف مارکیٹ، لاھور، دون الطبع، ج 1، ص92۔

Abadi, Akbar Shah Khan Najibabadi, *Tareekh e Islam*, Maktab Khalil, Yusuf Market, Lahore, Don Al-Tabba, 1/ 92.

42- محمد بن إسحاق (متوفی: 151ھ)، **سيرة ابن إسحاق**۔ ج 1، ص 215۔

Muhammad ibn Ishaq (151 AH), *Sira Ibn Ishaq*, 1/215.

43- ابن ہشام، عبد الملک بن ھشام (متوفی:213ھ)، **السيرة النبويہ**۔ ج 1، ص 427۔

Ibn Hisham, Abd al-Mulk ibn Hisham (d. 213 AH), *Al-Sirat al-Nabawiyyah*, 1/427.

44- حٰم السجدہ:41: 26۔

Ha Meem Al Sajdah 41: 26.